

فلسطینیوں کا مزاحمت کا حق اور اسرائیل کا خود دفاعی

دعویٰ

7 اکتوبر 2023 کو شروع ہونے والی غزہ پٹی میں اسرائیلی فوجی کارروائی نے ناقابل یقین تباہی اور انسانی جانوں کے ضیاع کو جنم دیا ہے۔ 61,200 سے زائد فلسطینی ہلاک ہو چکے ہیں۔ جن میں سے اندازاً 80 فیصد عام شہری ہیں۔ رافہ جیسے پورے شہر زمین بوس کر دیے گئے ہیں، اور غزہ کی 80 فیصد بنیادی ڈھانچہ، بشمول ہسپتال، اسکول، اور واٹر سسٹم تباہ ہو چکے ہیں۔ اس کارروائی کو روایتی “جنگ” کے طور پر درجہ بندی نہیں کیا جاسکتا۔ دو خود مختار ریاستوں کے درمیان مسلح تنازعہ کے بجائے، یہ ایک قبضہ کرنے والی طاقت کی طرف سے اس کے زیر کنٹرول شہری آبادی پر حملہ ہے۔ یہ مضمون تین باہم مربوط قانونی نکات پر بحث کرتا ہے: (1) فلسطینیوں کو بین الاقوامی قانون کے تحت قبضے کے خلاف مزاحمت کا تسلیم شدہ حق حاصل ہے؛ (2) اسرائیل، ایک قبضہ کرنے والی طاقت کے طور پر، غزہ میں اپنی فوجی مہم کو جواز پیش کرنے کے لیے اقوام متحدہ کے منشور کے آرٹیکل 51 کے تحت خود دفاعی حق کو قانونی طور پر استعمال نہیں کر سکتا؛ اور (3) اسرائیل کے اقدامات بین الاقوامی قانون کی بار بار اور سنگین خلاف ورزیوں پر مشتمل ہیں، جن میں غیر قانونی قبضہ، نسلی امتیاز (apartheid)، اور قانونی اصولوں کی منظم نظر انداز شامل ہیں۔

فلسطینیوں کا قبضے کے خلاف مزاحمت کا حق

غیر ملکی قبضے کے خلاف مزاحمت کا حق بین الاقوامی قانون میں مضبوطی سے جڑا ہوا ہے۔ یہ حق خود ارادیت کے اصول سے نکلتا ہے، جو اقوام متحدہ کے منشور کے آرٹیکل 1، شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی معاہدے (ICCPR)، اور اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے متعلق بین الاقوامی معاہدے (ICESCR) میں درج ہے۔ 1967 سے مغربی کنارے، مشرقی یروشلم، اور غزہ میں اسرائیلی قبضے کے تحت زندگی گزارنے والے فلسطینیوں کے لیے یہ حق خاص طور پر اہم ہے۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے متعدد قراردادوں میں مزاحمت کی قانونی حیثیت کی تصدیق کی ہے۔ قرارداد 37/43 (1982) “عوام کی آزادی، علاقائی سالمیت، قومی وحدت، اور نوآبادیاتی اور غیر ملکی تسلط اور غیر ملکی قبضے سے آزادی کے لیے ہر ممکنہ

ذریعے سے، بشمول مسلح جدوجہد، کی جدوجہد کی قانونی حیثیت ”کا اعلان کرتی ہے۔ مزید برآں، جنیوا کنونشنز کے اضافی پروٹوکول I کے آرٹیکل 1(4) (1977) غیر ملکی قبضے یا نوآبادیاتی تسلط کے خلاف مزاحمت کرنے والے عوام کے شامل مسلح تنازعات کو بین الاقوامی مسلح تنازعات کے طور پر تسلیم کرتا ہے، جو بین الاقوامی انسانی قانون (IHL) کے تحت ایسی جدوجہد کو قانونی حیثیت دیتا ہے۔

اگرچہ اسرائیل نے 2005 میں غزہ سے اپنی بستیوں کو باضابطہ طور پر واپس لے لیا تھا، لیکن بین الاقوامی عدالت انصاف (ICJ) نے جولائی 2024 میں اپنی مشاورتی رائے میں دوبارہ تصدیق کی کہ اسرائیل کے اس کے سرحدوں، فضائی حدود، اور سمندری رسائی پر مؤثر کنٹرول کی وجہ سے غزہ بین الاقوامی قانون کے تحت مقبوضہ ہے۔ یہ قانونی حیثیت فلسطینی عوام کے قبضے کے خلاف مزاحمت کے حق کو فعال کرتی ہے۔

مقبوضہ علاقے کے خلاف خوددفاعی دعویٰ کی اسرائیل کی نااہلی

اسرائیل اکثر اپنی فوجی کارروائیوں کو خوددفاعی طور پر جواز پیش کرنے کے لیے اقوام متحدہ کے منشور کے آرٹیکل 51 کا حوالہ دیتا ہے۔ تاہم، یہ قانونی دلیل مقبوضہ علاقے کے تناظر میں قابل اطلاق نہیں ہے۔ ICJ کی 2004 کی مشاورتی رائے مقبوضہ فلسطینی علاقے میں دیوار کی تعمیر کے قانونی نتائج نے واضح کیا کہ آرٹیکل 51 کے تحت خوددفاعی حق صرف دوسرے ریاست کی طرف سے مسلح حملے کے جواب میں لگاتار ہوتا ہے۔ عدالت نے واضح طور پر کہا:

”منشور کا آرٹیکل 51... اس معاملے میں کوئی مطابقت نہیں رکھتا، کیونکہ اسرائیل یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ اس پر حملے کسی غیر ملکی ریاست کے قابل اطلاق ہیں۔“ (ICJ, 2004, پیراگراف 139)

اس کے بجائے، ایک قبضہ کرنے والی طاقت کے طور پر، اسرائیل چوتھے جنیوا کنونشن (1949) کا پابند ہے، جو مقبوضہ آبادی کے تین اس کی ذمہ داریوں کو منظم کرتا ہے۔ ان میں شہریوں کا تحفظ (آرٹیکل 27 اور 33)، اجتماعی سزا کا ممنوعہ، اور خوراک، پانی، اور طبی دیکھ بھال جیسے ضروری وسائل تک رسائی کو یقینی بنانے کی ذمہ داری شامل ہے (آرٹیکل 49 اور 55)۔

غزہ میں اسرائیل کا فوجی رویہ ان ذمہ داریوں کی صریحاً خلاف ورزی کرتا ہے۔ 61,200 سے زائد فلسطینیوں کی موت۔ جن میں سے اکثر خواتین اور بچے ہیں۔ اور گھروں، ہسپتالوں، اور اسکولوں کے 80 فیصد کی تباہی کو کسی بھی جائز سیکورٹی دلیل سے جواز نہیں دیا جا سکتا۔ 2007 سے نافذ غزہ کی ناکہ بندی اور محاصرہ IHL کے تحت اجتماعی سزا کا تشکیل دیتا ہے اور اسے اقوام متحدہ کی غزہ تنازعہ پر حقائق تلاش کرنے والی مشن (2009) اور 2024 میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کی طرف سے دوبارہ تصدیق کی گئی ہے۔

خاص طور پر سنگین مئی 2024 میں رافہ پر حملہ تھا، جو ICJ کی جنوبی افریقہ بمقابلہ اسرائیل نسل کشی کے مقدمے میں جاری کردہ عارضی اقدامات کے باوجود شروع کیا گیا تھا۔ اس آپریشن نے 12 لاکھ فلسطینیوں کو بے گھر کر دیا اور انسانی امداد کے لیے مرکزی دروازہ رافہ کراسنگ کو بند کر دیا، جس سے انسانی بحران مزید گہرا ہو گیا۔ غزہ کے ماحول اور زرعی بنیادی ڈھانچے کی تباہی، بشمول 80 فیصد نباتات، 70 فیصد زرعی زمین، 47 فیصد زیر زمین پانی کے کنوؤں، اور 65 فیصد واٹر ٹینکوں کی تباہی، چوتھے جنیوا کنونشن کے آرٹیکل 55 کی خلاف ورزی کرتی ہے، جو قبضہ کرنے والی طاقت کو آبادی کے لیے خوراک اور طبی سامان کی فراہمی کو یقینی بنانے کا پابند کرتا ہے۔

باربار کی خلاف ورزیاں اور قانونی اصولوں کی کٹائی

اسرائیل کی مقبوضہ فلسطینی علاقوں (OPT) میں پالیسیاں بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی اور قانونی ذمہ داریوں کی نظر انداز کا ایک مستقل نمونہ ظاہر کرتی ہیں، جبکہ دوسروں کو اسی طرح کے رویے کے لیے مورد الزام ٹھہراتی ہیں۔ یہ خلاف ورزیاں تین بنیادی شعبوں میں واضح ہیں:

نوسیع پسندی اور غیر قانونی بستیوں

چوتھے جنیوا کنونشن کے آرٹیکل 49(6) کے تحت، قبضہ کرنے والے کی آبادی کو مقبوضہ علاقے میں منتقل کرنا ممنوع ہے۔ اس کے باوجود، اسرائیل نے 2009 اور 2020 کے درمیان مغربی کنارے میں تقریباً 24,000 آباد کاروں کے رہائشی یونٹس کی تعمیر کی منظوری دی اور مغربی کنارے کی 675,000 دوئم سے زائد زمین کو بستیوں کے لیے کنٹرول کرتا ہے۔ ان اقدامات نے فلسطینی علاقے کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے، جس سے مستقبل کی فلسطینی ریاست کی حیثیت کو نقصان پہنچا ہے۔

ICJ کی 2024 کی مشاورتی رائے نے ان بستیوں کی غیر قانونی حیثیت کی دوبارہ تصدیق کی اور اسرائیل کو انہیں ختم کرنے اور ستمبر 2025 تک قبضہ ختم کرنے کا حکم دیا۔ مزید برآں، اسرائیل کی مشترکہ قدرتی وسائل کا غیر متناسب استعمال، بشمول پہاڑی ایکویفر کے پانی کی فراہمی کا 90 فیصد استحصال، مقبوضہ علاقوں میں وسائل کے استحصال پر IHL کے ممنوعات کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

انسانیت کے خلاف جرم کے طور پر نسلی امتیاز

بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں۔ بشمول ایمنسٹی انٹرنیشنل (2022) اور ہیومن رائٹس واچ (2021)۔ نے طے کیا کہ اسرائیل کی پالیسیاں بین الاقوامی قانون کے تحت نسلی امتیاز (apartheid) کے مترادف ہیں۔ 1973 کے نسلی امتیاز کے کنونشن اور روم اسٹیٹ کے آرٹیکل 7(2)(h) نسلی امتیاز کو ایک نسلی گروہ کی طرف سے دوسرے پر منظم جبر کے ادارہ جاتی نظام کے طور پر بیان کرتے ہیں۔

اسرائیل کا نظام اس تعریف کو پورا کرتا ہے:

- دوہرے قانونی نظام: مغربی کنارے کے فلسطینی فوجی قانون کے تابع ہیں، جبکہ یہودی آباد کار شہری قانون کے تحفظات سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔
- زبردستی نقل مکانی: دسیوں ہزار فلسطینیوں نے رہائشی حقوق کھو دیے ہیں، اور 35 سے زائد بدوی دیہات غیر تسلیم شدہ ہیں۔
- قومیت کی بنیاد پر امتیازی سلوک: OPT میں فلسطینی بے وطن رہتے ہیں، نہ تو اسرائیلی شہریت حاصل ہے اور نہ ہی ایک خود مختار فلسطینی ریاست۔

ICJ کی 2024 کی فیصلہ نے نسلی امتیاز کے عہدہ کی تصدیق کی، جس میں منظم غلبہ اور جبر کو قانونی طور پر ثابت شدہ قرار دیا گیا۔

غیر امتیازی اور غیر متناسب فوجی طاقت کا استعمال

غزہ میں اسرائیل کا فوجی رویہ IHL کے امتیازی، متناسب، اور ضروریات کے اصولوں کی بار بار خلاف ورزی کرتا ہے۔ روم اسٹیٹ کے آرٹیکل 8 کے تحت مخصوص جنگی جرائم شامل ہیں:

- شہریوں یا شہری بنیادی ڈھانچے پر حملہ (آرٹیکل 8(2)(b)(ii))
- غیر متناسب حملے (آرٹیکل 8(2)(b)(iv))
- جنگ کے طریقہ کار کے طور پر شہریوں کو بھوکا رکھنا (آرٹیکل 8(2)(b)(xxv))

امثال شامل ہیں:

- 16 اپریل 2024 کو المغازی پناہ گزین کیمپ پر فضائی حملہ، جس میں 15 شہری ہلاک ہوئے، جن میں 10 بچے شامل تھے۔
- اکتوبر 2024 میں التبعین اسکول اور شہدا الاقصیٰ مسجد پر بمباری، جس میں 100 سے زائد افراد ہلاک ہوئے۔

● 217 صحافیوں، 120 ماہرین تعلیم، اور 224 انسانی امداد کے کارکنوں کی ہلاکت، جن میں UNRWA 179 ملازمین شامل ہیں۔

یہ اقدامات غزہ کے بڑے حصوں کو رہائش کے قابل نہیں بناتے، نسلی صفائی اور ممکنہ طور پر نسل کشی کے معیارات کو پورا کرتے ہیں، جیسا کہ ICJ نے جنوری اور مئی 2024 میں نوٹ کیا۔

دوہرے معیارات اور قانونی استثنائیت

اپنی خلاف ورزیوں کے باوجود، اسرائیل باقاعدگی سے بین الاقوامی قانون کی اطلاق پذیری پر سوال اٹھاتا ہے۔ اسرائیلی حکام دعویٰ کرتے ہیں کہ مغربی کنارہ اور غزہ "مقبوضہ" نہیں بلکہ "تنازعہ" علاقے ہیں، اور ICJ کے فیصلوں کو غیر پابند قرار دیتے ہیں۔ تاہم، اسرائیل اکثر ایران، حزب اللہ، یا خود ICC کو سزا دینے کے لیے بین الاقوامی قانون کا حوالہ دیتا ہے۔ یہ انتخابی تعمیل قانون کی حکمرانی کو کمزور کرتی ہے اور خاص طور پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں امریکی ویٹو کے ذریعے اسرائیل کے مستقل تحفظ کو دیکھتے ہوئے معنی خیز احتساب کو روکتی ہے۔

نتیجہ

غزہ میں اسرائیل کی فوجی کارروائی، جائز خود دفاعی عمل سے بہت دور، بین الاقوامی قانون کی سنگین اور جاری خلاف ورزی پر مشتمل ہے۔ ایک قبضہ کرنے والی طاقت کے طور پر، اسرائیل کو اس آبادی کے خلاف جنگ چھیڑنے کا کوئی قانونی حق نہیں جو اس کے زیر کنٹرول ہے۔ فلسطینیوں کا قبضے کے خلاف مزاحمت کا حق بین الاقوامی قانون میں درج ہے، حالانکہ اس مزاحمت کو انسانی اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ اسرائیل کی منظم خلاف ورزیاں۔ جن میں جنگی جرائم، اجتماعی سزا، نسلی امتیاز، اور توسیع پسندی شامل ہیں۔ فوری بین الاقوامی احتساب کا تقاضا کرتی ہیں۔ ICJ کے 2024 کے فیصلوں، انسانی حقوق کی تنظیموں سے بڑھتے ہوئے شواہد کے ساتھ، یہ واضح کرتے ہیں کہ استثنائیت کو مزید برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ بین الاقوامی قانون کی پاسداری کا تقاضا ہے کہ اسرائیل کے اقدامات کو استثنائی نہیں بلکہ مجرمانہ سمجھا جائے۔ اور یہ کہ شریک جرم، بشمول غیر ملکی ریاستیں، نسل کشی کنونشن، روم اسٹیٹٹ، اور اقوام متحدہ کے منشور کے اصولوں کے تحت یکساں طور پر جوابدہ ہوں۔